منیزہ منم دختِ افراسیاب
برہنہ تنم را نہ دید آفتاب

وہی ہماری حالت ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ایک تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے آئندہ واقعات کی خبر دی گئی ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے مثل ہونے والے تھے کہ آپ کو آپ کے بھائی وطن سے علیحدہ کریں گے اور وطن سے باہر جانے کے بعد دوسری جگہ آپ کو کامیابی ہوگی۔ اور اس کے بعد آپ کے بھائی قریش آپ سے معافی چاہیں گے اور آپ ان کو معافی عطا فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اس کے اس قصّے میں ان اخلاق کی تعلیم ہے جن سے ایک شخص خادم کی حیثیت سے ترقی کر کے حکومت کے درجے تک پہنچ سکتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بحیثیت ایک غلام کے مصر میں داخل ہوئے اور آپ کو عزیزِ مصر نے خرید لیا۔ یہ آپ کی پہلی حالت ہے۔ اس درجہ سے حکومت تک پہنچنے کے لئے خاص طور سے ان اخلاق کی ضرورت ہے: جذبات پر قدرت' امانت' صحیح اصول کی پابندی میں دقتیں برداشت کرنا' خواہ کچھ ہی حالت ہو' اپنا کام جاری رکھنا' پریشانیوں سے گھبرا کر کام نہ چھوڑنا۔ اِن اخلاق کی تعلیم حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات سے اچھی طرح مل سکتی ہے۔

زلیخا کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس میں اپنے جذبات پر قدرت رکھنے اور آقا کی امانت میں خیانت نہ کرنے کی اچھی نظیر ہے۔ جس وقت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ دھمکی دی:

﴿ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ ﴾

(یوسف: ۳۲)

"اور جس کام کے کرنے کو مَیں کہہ رہی ہوں اگر اس کو یہ نہیں کرے گا تو ضرور قید کیا جائے گا اور ضرور بے عزت ہوگا"۔

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ ﴾

"کہا کہ اے میرے پروردگار! جس حرکت کی طرف یہ مجھ کو بلا رہی ہے قید ہی

میں رہنا مجھ کو اس سے کہیں زیادہ پسند ہے"۔

یعنی اپنے صحیح اصول کے خلاف کرنے کے بجائے قید کی مشقتیں برداشت کرنا مجھے پسند ہے۔ جس وقت آپ قید خانہ میں محبوس کر دیئے گئے تو آپ نے وہیں قیدیوں کو تبلیغ کرنا شروع کر دیا۔ جیل خانہ میں آپ نے اس طرح تبلیغ شروع کی :

﴿ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ... يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ .....اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ..... ﴾

(یوسف : ۳۸-۴۰)

"ہم کو شایاں نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنائیں.... اے یارانِ زنداں! بھلا دیکھو تو سہی کہ جدا جدا معبود اچھے یا ایک اللہ یگانہ و زبردست؟.... تمام جہانوں میں حکومت تو بس ایک اللہ کی ہے' اور اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی پرستش کرو' یہی دین کا سیدھا راستہ ہے۔"

اپنے مقصد کو نہ چھوڑنے اور ہر حالت میں کام جاری رکھنے کے لئے' خواہ آزادی ہو یا نہ ہو' یہ نہایت عمدہ سبق ہے۔ غرض حضرت یوسف علیہ السلام ایک اجنبی ملک میں غلامی کے درجے سے ترقی کر کے اس درجہ تک پہنچے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا :

﴿ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ.... ﴾ (یوسف : ۱۰۱)

"اے میرے پروردگار! تُو نے مجھے حکومت میں سے حصہ دیا..."

قصہ طالوت و جالوت

طالوت اور جالوت کے قصے کو محض ایک جنگی واقعہ کی حیثیت دی جاتی ہے' حالانکہ اس میں کام کرنے کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہدایتیں موجود ہیں۔ کام کرنے کے لئے امیر کی ضرورت' امیر کی صفات کہ علمی اور جسمانی دونوں قوتیں اس میں اعلیٰ درجے کی موجود ہونا ضروری ہیں' اور اس بات کی تردید کہ مال دار ہونا سرداری کے لئے شرط ہے۔ امیر کی صفات کے علاوہ اس کے ساتھ کام کرنے والوں کی صفات کا بھی ذکر ہے کہ یہ لوگ آزمائش کے بعد منتخب شدہ ہوں۔ اس کے بعد ظاہر کیا گیا ہے کہ کامیابی کے لئے زیادتی تعداد لازمی نہیں ہے' کیونکہ اگر تعداد کم ہو لیکن لوگ ثابت قدم ہوں اور